

## 5000-موسیقی اور ناج گانے کا حکم

سوال

میں ہمیشہ سنتی رہی ہوں کہ موسیقی اور ناج گانا اسلام میں حرام ہے، سوال یہ ہے کہ میں نے ایک ویب سائٹ پر بہت سے قول پڑھے ہیں کہ جب دونوں جنسوں مردوں عورت کا اختلاط، اور شراب نوشی نہ ہو تو اسلام میں موسیقی اور ناج گانا حلال ہے، حتیٰ کہ انہوں نے توا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بیان کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ بھی اس کے موافق تھے، اب میں شک میں پڑھ کی ہوں، تو یہاں یہ ممکن ہے کہ آپ میرے لیے اسلام میں موسیقی اور ناج گانے کے حکم کی وضاحت کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو جدائے خیر عطا فرمائے۔

پسندیدہ جواب

المعاذف معزوفہ کی جمع ہے، اور یہ آلات لمو یعنی گانے بجانے کے آلات ہیں۔

دیکھیں: فتح الباری (55/10)۔

اور یہ وہ آکر ہے جس ناچا اور گایا جاتا ہے۔

دیکھیں: الجموع للنووی (577/11)۔

"اور قرطی نے جوہری سے نقل کیا ہے کہ : المعاذف گانا بجانا ہے، اور ان کی صحاح میں ہے کہ : یہ گانے بجانے کے آلات ہیں، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ : یہ گانے کی آوازیں ہیں۔

اور دمیاطی کے حاشیہ میں ہے : معاذف دف اور ڈھول وغیرہ ہیں جو گانے میں بجائے جاتے ہیں، اور لمو و لعب میں بجائے جائیں۔ انتہی

دیکھیں: فتح الباری (55/10)۔

کتاب و سنت سے موسیقی کی حرمت کے دلائل :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورۃلقمان میں فرمایا ہے :

[اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو لغوماً میں خریدتے ہیں، تاکہ بغیر کسی علم کے اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکیں، اور اسے مذاق بنائیں، انہیں لوگوں کے لیے ذلت ناک عذاب ہے۔]

لقمان (6)

حبر الامم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں، یہ گانا بجانا ہے۔

اور مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں : لمو اور ڈھول اور ناج گانا ہے۔

دیکھیں: تفسیر طبری (451/3)۔

اور سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"تو اس میں ہر حرام کلام، اور سب لغو اور باطل باتیں، بکواس اور کفر و نافرمانی کی طرف رغبت دلانے والی بات چیت، اور راہ حق سے روکنے والوں اور باطل دلائل کے ساتھ حق کے خلاف جھکڑنے والوں کی کلام، اور ہر قسم کی غیبت و چخلی، اور سب و شتم، اور جھوٹ و کذب بیانی، اور گانا بجانا، اور شیطانی آواز موسیقی، اور فضول اور لغو قسم کے واقعات و مناظرات جن میں نہ تودینی اور نہ ہی دنیاوی فائدہ ہو سب شامل ہیں"

دیکھیں : تفسیر السعدی (150/6).

اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

"الحوالہ حدیث" یعنی لغبات خریدنے کی تفسیر میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کی تفسیر ہی کافی ہے، انہوں نے اس کی تفسیر ہی کی ہے کہ : یہ گانا بجانا، ہے، ابن عباس، اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ صحیح ثابت ہے.

ابوالصحاباء کہتے ہیں : میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اللہ تعالیٰ کے فرمان :

**[وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُشَرِّى لِهِ الْحَدِيثُ]**۔ کے متعلق سوال کیا کہ اس سے مراد کیا ہے تو ان کا جواب تھا :

اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے علاوہ کوئی اور معبد برحق نہیں اس سے مراد گانا بجانا ہے انہوں نے یہ بات تین بار دھرائی۔

اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح ثابت ہے کہ اس سے مراد گانا بجانا ہی ہے۔

اور لحوالہ حدیث کی تفسیر گانے بجانے، اور عجمی لوگوں کی باتیں اور ان کے بادشاہ اور روم کے حکمران کی خبروں کی تفسیر میں کوئی تعارض نہیں، یا اس طرح کی اور باتیں جو کہ میں نظر بن حارث اہل مکہ کو سنایا کرتا تھا تاکہ وہ قرآن مجید کی طرف دھیان نہ دیں، یہ دونوں ہی لحوالہ حدیث میں شامل ہوتی ہیں۔

اسی لیے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا تھا : لحوالہ حدیث سے مراد باطل اور گانا بجانا ہے۔

تو بعض صحابہ نے یہ بیان کیا ہے، اور بعض نے دوسری بات بیان کی ہے، اور بعض صحابہ کرام نے دونوں کو جمع کر کے ذکر کیا ہے، اور گانا بجانا تو شدید قسم کی ہو جے، اور بادشاہوں اور حکمرانوں کی باتوں سے زیادہ نقصان دہ ہے، کیونکہ یہ زنا کا زینہ اور پیش نیمہ ہے، اور اس سے نفاق و شرک پیدا ہوتا ہے، اور شیطان کی شرکت ہوتی ہے، اور عقل میں خمار پیدا ہو جاتا ہے، اور گانا بجانا ایک ایسی چیز ہے جو قرآن مجید سے روکنے اور منع کرنے والی باطل قسم کی باتوں میں سب سے زیادہ شدید روکنے والی ہے، کیونکہ اس کی جانب نفس بست زیادہ میلان رکھتا ہے، اور اس کی رغبت کرتا ہے۔

تو ان آیات کے ضمن میں یہ بیان ہوا ہے کہ قرآن مجید کے بد لے لو عجب اور گانا بجانا اختیار کرنا تاکہ بغیر علم کے اللہ کی راہ سے روکا جائے اور اسے بُنی و مذاق بنایا جائے یہ قابل مذمت ہے، اور جب اس پر قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو وہ شخص منہ پھیر کر چل دے، گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں، اور اس کے کانوں میں پردو ہے، جو کہ بوجھ اور بہرہ پن ہے، اور اگر وہ قرآن مجید میں سے کچھ کو جان بھی لے تو اس سے استحزاء اور مذاق کرنے لگتا ہے، تو یہ سب کچھ ایسے شخص ہی صادر ہوتا ہے جو لوگوں میں سب سے بڑا کافر ہو، اور اگر بعض گانے والوں اور انہیں سننے والوں میں سے اس کا کچھ حصہ واقع ہو تو بھی ان کے لیے اس مذمت کا حصہ ہے"

دیکھیں : انعامۃ اللہ فان (1/258-259).

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

[۱] اور ان میں سے جسے بھی تو اپنی آواز بہ کا سکے بہ کا لے، اور ان پر اپنے سوار اور پیادے ہڑھالا، اور ان کے مال اور اولاد میں سے بھی اپنا شریک بنالے، اور ان کے ساتھ جھوٹے وعدے کر لے، اور ان کے ساتھ شیطان کے جتنے بھی وعدے ہوتے ہیں وہ سب کے سب فریب ہیں۔ السراء (64-65)۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں : ان میں سے جسے بھی گمراہ کرنے کی استطاعت رکھتے ہو اسے گمراہ کرو، اور اس کی آواز گانا بجانا اور باطل کلام ہے۔

اور ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"یہ اختلاف تخصیص ہے، جس طرح اس کی طرف گھڑ سوار اور پیادے کی اختلاف کی گئی ہے، چنانچہ ہر وہ کلام جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر ہو، اور ہر وہ آواز جو بانسری یاد فیض حول وغیرہ کی ہو وہ شیطان کی آواز ہے۔"

اور اپنے قدم پر چل کر کسی معصیت کی طرف جائے تو یہ شیطان کے پیادہ اور ہر سواری جو معصیت کی طرف لے جائے وہ اس کے گھڑ سوار میں شامل ہوتا ہے، سلف رحمہ اللہ نے ایسا ہی کہا ہے، جیسا کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے : "اس کا پیادہ ہر وہ قدم ہے جو اللہ کی معصیت و نافرمانی کی طرف اٹھے" انتہی۔

دیکھیں : انعامۃ اللہ فان (1/252).

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ کچھ اس طرح ہے :

[۲] تو کیا تم اس بات سے تجب کرتے ہو؟ اور ہنس رہے ہو؟ اور روتے ہو؟ (بلکہ) تم کھل رہے ہو۔ [نجم] (59-61)۔

عمر کریم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں : گانا بجانا حمیر کی لغت میں السمد ہے، کما جاتا ہے : اسمدی لنا، یعنی ہمیں گانا مناؤ۔

اور وہ کہتے ہیں : جب وہ قرآن مجید سننے تو گانے لکھتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

قوہ تعالیٰ : "اور تم کھل رہے ہو" سفیان ثوری اپنے باپ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں : الغاء یعنی بھی ہے، اسمدنا، یعنی ہمیں گانا مناؤ، اور عمر کریم نے بھی ایسے ہی کہا ہے۔

دیکھیں : تفسیر ابن کثیر

اور ابوالمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"نہ تو گانے والی لونڈیاں فروخت کرو، اور نہ ہی خریدو، اور نہ ہی انہیں اس کی لعلمیم دو، اور نہ ہی ان کی تجارت میں کوئی خیر ہے، اور ان کی قیمت حرام ہے، اس جیسے میں بھی یہ آیت نازل ہوئی ہے: اور لوگوں میں وہ بھی میں جو غوباتیں خریدتے ہیں، تاکہ اللہ کی راہ سے روک سکیں" یہ حدیث حسن ہے۔

ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کچھ اس طرح ہے:

"میری امت میں کچھ لوگ ایسے آئینگے جو زنا اور ریشم اور شراب اور گانا بجانا اور آلات مو سیقی حلال کر لیں گے، اور ایک قوم پہاڑ کے پہلو میں پڑا و کر گئی تو ان کے چوپائے چرنے کے بعد شام کو واپس آئینگے، اور ان کے پاس ایک ضرور تمند اور حاجتمند شخص آئیگا وہ اسے کہیں گے کل آنا، تو اللہ تعالیٰ انہیں رات کو ہی ہلاک کر دیگا، اور پہاڑ ان پر گردے گا، اور دوسروں کو قیامت تک بندرا اور خنزیر بنانا کر سبک کر دیگا"

امام بخاری نے اسے صحیح بخاری (5590) میں معلقاً روایت کیا ہے، اور امام یحییٰ نے سنن الحبری میں اسے موصول روایت کیا ہے، اور طبرانی میں مجمع الکبیر میں روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (91) میں اسے صحیح قرار دیا ہے، اس کا مطالعہ کریں۔

اور ابن قیم رحمہ اللہ کتے ہیں:

یہ حدیث صحیح ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں اس سے جبت لیتے اسے با جرم متعلق روایت کیا ہے، اور باب کا عنوان باندھتے ہوئے کہا ہے:

"باب فیمن یستحل الخمر و یسمیه بغیر اسمہ"

شراب کو حلال کرنے اور اسے کوئی نام دینے والے کے متعلق باب

اور اس حدیث میں گانے بجانے اور ناج کی حرمت کی دلیل دو وجہ سے پائی جاتی ہے

پہلی وجہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "وہ حلال کر لینگے"

یہ اس بات کی صراحة ہے کہ یہ مذکور اشیاء شریعت میں حرام ہیں، تو یہ لوگ انہیں حلال کر لینگے، اور ان مذکورہ اشیاء میں معاف یعنی گانے بجانے کے آلات بھی شامل ہیں، جو کہ شرعاً حرام ہیں جنہیں یہ لوگ حلال کر لینگے۔

دوم:

ان گانے بجانے والی اشیاء کو ان اشیاء کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے جن کی حرمت قطعی طور پر ثابت ہے، اور اگر یہ حرام نہ ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ان حرام اشیاء کے ساتھ ملا کر ذکر نہ کرتے۔

دیکھیں: السلسلۃ الصحیحۃ للبانی (140-144).

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کتے ہیں:

یہ حدیث معاف (یعنی گانے بجانے کے آلات) کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اور اہل لغت کے ہاں معافت گانے بجانے کے آلات کو کہا جاتا ہے، اور یہ اس کے آلات کو شامل ہے۔

دیکھیں: الجمیع (11/535).

اور ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اور اس باب میں سعد الساعدی، اور عمران بن حسین اور عبد اللہ بن عمرو، اور عبد اللہ بن عباس، اور ابو ہریرہ، اور ابو مامہ البھالی، اور امام المومنین عائشہ، اور علی بن ابی طالب، اور انس بن مالک، ار عبد الرحمن بن سابط، اور الغازی بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی میں) پھر اپنی کتاب اغاثۃ المحتفان میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ حدیث حرمت پر دلالت کرتی ہے۔

اور نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بانسری بجئے کی آواز سنی تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں رکھ لیں اور راستے سے ہٹ کر مجھے کہنے لگے نافع کیا تم کچھ سن رہے ہو؟ تو میں نے عرض کیا: نہیں، تو انہوں نے اپنے کانوں سے انگلیاں نکال لیں، اور کہنے لگے، میں ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو انہوں نے آواز سنی تو اسی طرح کیا"

صحیح سنن ابو داؤد.

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ حدیث اس کی حرمت کی دلیل نہیں کیونکہ اگر ایسا ہی ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اسی طرح نافع کو حکم دیتے!

تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ: وہ اسے غور سے کان لگا کر نہیں سن رہے تھے بلکہ اس کی آوازان کے کان میں پڑ گئی تھی، اور سامنے اور مستمع میں فرق پایا جاتا ہے، سامنے سرف سننے والے کو کہتے ہیں، اور مستمع کان لگا کر سننے والے کو کہتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"انسان جو چیز ارادہ اور قصد سے نہ سنبھال اتفاق آئے کرام کے اس پر کوئی چیز مرتب نہیں ہوتی نہ تو نہی اور نہ بھی مذمت، اسی لیے کان لگا کر سننے کے نتیجہ میں مذمت اور درج مرتب ہوتی ہے، نہ کہ سننے کے نتیجہ میں، اس لیے قرآن مجید کان لگا کر سننے والے کو اجر و ثواب ہو گا لیکن بغیر ارادہ و قصد کے قرآن مجید سننے والے کوئی ثواب نہیں، کیونکہ اعمال کا دار و مدار نہیں تو پر ہے، اور اسی طرح گانے بجانے سے منع کیا گیا ہے، اگر وہ بغیر کسی ارادہ و قصد کے سنتا ہے تو اسے ضرر نہیں دیگا"

دیکھیں: الجمیع (10/78).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"مستمع وہ ہے جو قصد اور ارادتا سنتا ہے، اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسا نہیں پایا گیا، بلکہ ان سے سماں پایا گیا ہے، یعنی انہوں نے بغیر کسی ارادہ قصد کے سنا اور اس کی آواز کان میں پڑ گئی اور اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت تھی کہ انہیں آواز بند ہونے کی خبر دی جائے، کیونکہ وہ راستے سے دوسری طرف ہو گئے تھے، اور انہوں نے

اپنے کان بند کر لیئے تھے، تو وہ دوبارہ اس راستے پر آنے والے نہ تھے، اور نہ ہی آواز ختم ہونے سے قبل کافوں سے انگلیاں نکالنے والے تھے، تو اس لیے ضرورت کی بنا پر مباح کر دیا گیا۔

دیکھیں : المغنی ابن قدامہ (10/173)۔

لکھا ہے کہ دونوں اماموں کی کلام میں مذکور سماع مکروہ ہو، اور ضرورت کی بنا پر مباح کیا گیا ہو، جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ کے قول میں آگے بیان کیا جائیگا، واللہ اعلم۔

اس کے متعلق آئندہ اسلام کے اقوال :

قاسم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"گانبا بجانا باطل میں سے ہے"

اور حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر ویسے میں لو اور گانا بجانا ہو تو اس کی دعوت قبول نہیں"

دیکھیں : اباجمع للقہیر وانی صفحہ نمبر (262-263)۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"آنہ اربعہ کا مذهب ہے کہ گانے بجانے کے سب آلات حرام میں، صحیح بخاری و غیرہ میں ثابت ہے کہ :

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ان کی امت میں کچھ ایسے لوگ بھی آنینگے جوزنا اور ریشم اور شراب اور گانا بجانا حلال کر لیں گے"

اور اس حدیث میں یہ بیان کیا کہ ان کی شکنیں مسح کر کے انہیں بند اور خنزیر بنادیا جائیگا....

اور آئندہ کرام کے پیروکاروں میں سے کسی نے بھی گانے بجانے کے آلات میں نزاع و اختلاف ذکر نہیں کیا۔

دیکھیں : المجموع (11/576)۔

علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"مذاہب اربعہ اس پر متفق ہیں کہ گانے بجانے کے آلات حرام میں"

دیکھیں : السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (1/145)۔

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

"اس میں سب سے سخت ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے، اور اس کے متعلق ان کا قول سب سے سخت اور شدید ہے، اور ابوحنیفہ کے اصحاب نے آلات موسیقی مثل بانسری اور دف و غیرہ کی سماعت صراحتاً حرام بیان کی ہے، حتیٰ کہ شاخ سے بجانا بھی، اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ ایسی مقصیت ہے جو فتن کو واجب کرتی اور گواہی کو رد کرنے کا باعث بنتی ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت قول یہ کہتے ہیں :

سماع فتن ہے، اور اس سے لذت کا حصول کفر ہے، یہ احاف کے الفاظ ہیں، اور اس سلسلہ میں انہوں نے ایک حدیث بھی روایت کی ہے جو مرفوع نہیں، ان کا کہنا ہے : اس پر واجب ہے کہ وہ جب وہاں یا اس کے قریب سے گزرے تو اسے سننے کی کوشش نہ کرے۔

اور جس گھر سے گانے بجانے کی آواز آرہی ہو ابو یوسف رحمہ اللہ اس کے متعلق کہتے ہیں :

وہاں بغیر اجازت داخل ہو جاؤ، کیونکہ برائی سے روکنا فرض ہے، کیونکہ اگر اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز نہ ہو تو پھر لوگ فرض کام کرنا چھوڑ دیں گے"

دیکھیں : *اغاثۃاللھفان* (1/425).

امام مالک رحمہ اللہ سے کسی نے ڈھول اور بانسری بجانے کے متعلق دریافت کیا گیا، یا اگر راستے یا کسی مجلس میں اس کی آواز کان میں پڑ جائے اور آپ کو اس سے لذت محسوس ہو تو کیا حکم ہے؟

تو ان کا جواب تھا :

"اگر اس سے لذت محسوس ہو تو وہ اس مجلس سے اٹھ جائے، لیکن اگر وہ کسی ضرورت کی بنا پر بیٹھا ہو، یا پھر وہاں سے اٹھنے کی استطاعت نہ رکھے، اور اگر راہ حلپتے ہوئے آواز پڑ جائے تو وہ وہاں سے واپس آجائے یا آگے نکل جائے"

دیکھیں : *الجامع للقیری وانی* (262).

اور ان کا قول ہے :

ہمارے نزدیک تو ایسا کام فاسن قسم کے لوگ کرتے ہیں.

دیکھیں : *تفسیر القرطبی* (55/14).

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جس کمانی کے حرام ہونے پر سب کا اتفاق ہے، وہ سود، اور زانی عورتوں کی زنا سے کمانی، اور حرام، اور رشت، اور نوحہ کرنے کی اجرت لینا، اور گانے کی اجرت لینا، اور نجومی کی کمانی، اور علم غیب کا دعویٰ اور آسمان کی خبریں دینا، اور بانسری بجا کر اجرت لینا، اور باطل قسم کے کھلی کر کمانا یہ سب حرام ہیں"

ماخوذ از : *الکافی*.

اور ابن قیم رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسکک بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

"امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک جاننے والے صراحتاً اس کی حرمت بیان کرتے ہیں، اور جس نے ان کی طرف اس کے حلال ہونے کا قول منوب کیا ہے، انہوں نے اس قول کا انکار کیا ہے"

دیکھیں: *اغاثۃاللھفان* (425/1).

اور شافعیہ میں سے کفایۃ الاخبار کے مؤلف نے گانے بجانے اور بانسری وغیرہ کو منکر میں شمار کیا ہے، اور اس مجلس میں جانے والے پر اس برائی اور منکر سے روکنے کو واجب قرار دیا ہے، وہ اس سلسلہ میں کہتے ہیں:

"اور فقہاء سوء کا وہاں حاضر ہونا اس برائی کو روکنا ساقط نہیں کرتا ان کیونکہ وہ شریعت کو خراب کر رہے ہیں، اور نہ ہی وہاں گندے اور پلید فقراء کے حاضر ہونے سے برائی کو روکنا ساقط ہوتا ہے (اس سے اس کی مراد صوفیاء ہیں، کیونکہ وہ اپنے آپ کو فقراء کہتے ہیں) کیونکہ یہ جاہل اور ہر بھونخے والے کے پیچھے بھاگنے والے ہیں، ان کے پاس علم کا نور نہیں جس سے وہ سیدھی راہ پر چلیں، بلکہ وہ ہوا کے ہر بھونخے کے ساتھ مائل ہو جاتے ہیں"

دیکھیں: *کفایۃالاخیار* (128/2).

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس میں امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ: ان کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے گانے بجانے کے متعلق دریافت کیا تو ان کا کہنا تھا: یہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے، مجھے پسند نہیں، پھر انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا کہ: ہمارے نزدیک ایسا کام فاسن قسم کے لوگ کرتے ہیں"

ماخوذ از: *اغاثۃاللھفان*.

اور عربی مسلک کے محقق ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"گانے بجانے کی تین اقسام ہیں:

پہلی قسم: حرام.

وہ بانسری اور سارنگی اور ڈھول اور گلار وغیرہ بجانا ہے۔

توبو شخص مستقل طور پر اسے سنتا ہے اس کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی، وہ گواہی میں مردود ہے"

دیکھیں: *المغنى ابن قدامہ* (10/173).

اور ایک دوسری جگہ پر کہتے ہیں:

"اور اگر اسے کسی ایسے ولیمہ کی دعوت ملے جس میں برائی ہو مثلاً شراب نوشی، گانا بجانا، تو اس کے لیے اگر وہاں جا کر اس برائی سے منع کرنا ممکن ہو تو وہ اس میں شرکت کرے اور اسے روکے، کیونکہ اس طرح وہ دو واجب کو اکٹھا کر سکتا ہے، اور اگر روکنا ممکن نہ ہو تو پھر وہ اس میں شرکت نہ کرے"

دیکھیں : الکافی (118/3).

طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"سب علاقوں کے علماء، کرام گانے کی کراہت اور اس سے روکنے پر متفق ہیں، صرف ان کی جماعت سے ابراہیم بن سعد، اور عبید اللہ عنبری نے علیحدگی اختیار کی ہے۔"

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے کہ :

"آپ کو سوادا عظیم کے ساتھ رہنا چاہیے، اور جو کوئی بھی جماعت سے علیحدہ ہوا وہ جاہلیت کی موت مرا"

دیکھیں : تفسیر قرطبی (56/14).

پہلے ادوار میں کراہت کا لفظ حرام کے معنی میں استعمال ہوتا تھا لیکن پھر بعد میں اس پر تنزیہ کا معنی کا غالب آگیا، اور یہ تحریم کا معنی اس قول یا گیا ہے : اور اس سے روکا جائے، کیونکہ جو حرام نہیں اس سے روکا نہیں جاتا، اور اس لیے بھی کہ دونوں حدیثوں میں اس کا ذکر ہوا ہے، اور اس میں بہت سختی سے منع کیا گیا ہے۔

اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے ہی اس اثر کو نقل کیا ہے، اور اس کے بعد وہی یہ کہتے ہیں :

"بہار سے اصحاب میں سے ابوالزرج اور ابو قفال کہتے ہیں : گانا گانے اور رقص کرنے والے کی گواہی قبول نہیں ہوگی"

میں کہتا ہوں : اور جب یہ چیز ثابت ہو گئی کہ یہ جائز نہیں تو پھر اس کی اجرت لینا بھی جائز نہیں"

شیخ فوزان حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ابراهیم بن سعد اور عبید اللہ عنبری نے جو گانا مباح قرار دیا ہے وہ اس گانے کی طرح نہیں جو معروف ہے..... تو یہ دونوں مذکور شخوص بھی بھی اس طرح کا گانا مباح نہیں کرتے جو انتہائی غلط اور گراہوئی کلام پر مشتمل ہے"

ماخوذ از : الاعلام.

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"گانے بجانے کے آلات تیار کرنا جائز نہیں"

دیکھیں : الجمیع (140/22).

اور دوسرا جگہ کہتے ہیں :

"گانے بجانے کے آلات مثلاً ڈھول وغیرہ کا تلف اور ضائع کرنا اکثر فتحاء کے ہاں جائز ہے، امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے، اور امام احمد کی مشہور روایت یہی ہے"

دیکھیں : الجمیع (113/28).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے :

"چھٹی وجہ : ابن منذر رحمہ اللہ گانے بجانے اور نوحہ کرنے کی اجرت نہ لینے پر علماء کرام کا اتفاق ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں :

اہل علم میں سے جس سے بھی ہم نے علم حاصل کیا ہے ان سب کا گانے والی اور نوحہ کرنے والی کوروکنے پر اتفاق ہے، شبی اور نخنی اور مالک نے اسے مکروہ کہا ہے، اور ابو ثور نعمن ابو حنیفہ اور یعقوب اور محمد امام ابو حنیفہ کے دونوں شاگرد رحمہم اللہ کہتے ہیں :

گانے گانے اور نوحہ کرنے کے لیے اجرت پر کوئی بھی چیز دینا جائز نہیں، اور ہمارا قول بھی یہی ہے "

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے :

گانے بجانا نفس کی شراب ہے، اور اسے خراب کر دیتا ہے، اور یہ نفس کے ساتھ وہ کچھ کرتا ہے جو شراب کا جام بھی نہیں کرتا"

دیکھیں : مجموع الفتاوی (417/10).

اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ :

"ایک شخص نے کسی شخص کا ڈھول توڑ دیا، تو وہ اپنا معاملہ قاضی شریح نے اس پر کوئی ضمان قائم نہ کی یعنی اس کو ڈھول کی قیمت کا نقصان بھرنے کا حکم نہیں دیا، کیونکہ وہ حرام ہے اور اس کی کوئی قیمت نہیں تھی"

دیکھیں : المصنف (395/5).

اور امام بقوی رحمہ اللہ نے گانے کے تمام آلات مثلاً ڈھول، بانسری باجا، اور سب آلات گانے بجانے کی خرید و فروخت حرام کا فتوی دینے کے بعد کہا ہے :

"توجب تصویریں مٹادی جائیں، اور گانے بجانے کے آلات کو اپنی حالت سے تبدیل کر دیا جائے، تو اس کی اصل چیز اور سامان فروخت کرنا جائز ہے، چاہے وہ چاندی ہو یا لوہا، یا لکڑی وغیرہ"

دیکھیں : شرح السنہ (28/8).

استثناء حق :

اس میں سے جس چیز کا استثناء حق ہے وہ صرف دوف ہے اور دوف بھی وہ جس میں کوئی کڑا اور چھلا وغیرہ نہ لگا ہو اور پھر یہ دوف شادی بیاہ اور عید کے موقع پر بجائی جائے، اور صرف عورتیں ہی استعمال کریں اس پر صحیح دلائل ملتے ہیں.

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی وغیرہ کے موقع پر لوکی ایک قسم کی رخصت دی ہے، کہ صرف عورتیں شادی بیاہ کے موقع پر دوف بجا سکتی ہیں، لیکن مرد حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہ تو دوف بجاتے تھے، اور نہ ہی ہاتھ سے تالی، بلکہ صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے، اور بجانا اللہ کہنا مردوں کے لیے"

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے"

اور جب گانا اور دف بجانا عورتوں کا عمل تھا، تو سلف رحمہ اللہ مردوں میں سے ایسا کام کرنے والوں کو محنث اور ہیجڑا کے نام سے موسم کرتے تھے، اور گانے والے مردوں کو ہیجڑے کا نام دیتے تھے، آج کے ہمارے اس دور میں یہ تو بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور سلف رحمہ اللہ کی کلام میں یہ مشورہ ہے، اس باب میں سب سے مشور حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے، جس میں وہ بیان کرتی ہیں :

عید کے ایام میں ان کے والد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے گھر آئے تو ان کے پاس انصار کی دو چھٹی بچیاں وہ اشعار گارہی تھیں جو انصار نے یوم بعاثت کے موقع پر کئے تھے اور شاند کوئی عقل مند شخص اس کا ادراک کرے کہ لوگ جنگ میں کیا کہا کرتے تھے تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے :

کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں شیطان کی سر اور مزمار میں سے ایک سر ؟

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چھرہ ان دونوں بچوں سے پھیر کر دوسرا طرف دیوار کی جانب کیا ہوا تھا اس لیے بعض علماء کا کہنا ہے، ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی شخص کو ڈالنے اور اس پر انکار کرنے والے نہیں تھے، لیکن انہوں نے یہ خیال اور گمان کیا کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں ہے، اگر علم ہوتا تو ایسا نہ ہوتا، واللہ اعلم تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے :

اسے ابو بکر انہیں کچھ نہ کہو، کیونکہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے، اور ہماری اہل اسلام کی عید یہ ہے"

تو اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام کی عادت میں یہ چیز شامل نہ تھی، اسی لیے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے شیطان کی آواز اور مزمار قرار دیا اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو برقرار رکھا، اور اس سے انکار اور منع نہ کیا، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرمایا تھا :

"انہیں رب بنے دو اور کچھ نہ کہو، کیونکہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے، اور ہماری عید یہ ہے"

تو اس میں اشارہ کیا کہ اس کے مباح ہونے کا سبب عید کا وقت ہونا ہے، تو اس سے یہ سمجھ آتی ہے کہ عید کے علاوہ باقی آیام میں یہ حرام ہے، لیکن دوسرا احادیث میں اس سے شادی بیاہ کا موقع مستثنی کیا گیا ہے، علامہ البافی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "تحریم الات طرب" میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا ہے :

"اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے موقع پر بچوں کو اس کی اجازت دی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے"

تاکہ مشرکوں کو علم ہو جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے"

اور ان بچوں کے قصہ والی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کان لگا کر سنا تھا، کیونکہ نیکی کا دینا، اور برائی سے منع کرنے کا تعلق تو استماع یعنی کان لگا کر سننے سے ہے، ناکہ صرف سماع اور کان میں پڑنے کے متعلق، جیسا کہ دیکھنے میں ہے، کیونکہ اس کا تعلق بھی قصد ادیکھنے سے ہے، نہ کہ جو بغیر کسی ارادہ و قصد کے ہو"

تو اس سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ صرف عورتوں کے لیے ہے، حتیٰ کہ امام ابو عیینہ رحمہ اللہ نے تودف کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے :

"دف وہ ہے جو عورتیں بجا نہیں"

دیکھیں: غریب الحدیث (64/3).

تو ان میں سے بعض کو چاہیے کہ وہ شرعی پرده میں باہر نکلیں.

باطل استثناء:

بعض افراد نے جنگ میں ڈھول کو مستثنی کیا ہے، اور بعض معاصرین حضرات نے اس سے فوج بینڈ اور موسمیقی اس سے لمحت کی ہے، حالانکہ بالکل اس کی کوئی وجہ نہیں ہے، اس کی کتنی ایک وجوہات ہیں:

پہلی وجہ:

یہ حرمت والی احادیث کو بلا کسی مخصوص کے خاص کرنا ہے، صرف ایک راتے اور اسخان ہے، اور یہ باطل ہے.

دوسری:

جنگ کی حالت میں مسلمانوں پر فرض تو یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دلوں و جان کے ساتھ اپنے پروار دگار کے طرف متوجہ ہوں.

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

وہ آپ سے غنیمتوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ غنیمت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہے، تو تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، اور آپس میں اصلاح کرو" اور موسمیقی کا استعمال تو انہیں خراب کریگا، اور انہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور یاد سے دور کریگا.

تیسرا:

موسمیقی کا استعمال کفار کی عادت میں شامل ہوتا ہے، اس لیے ان سے مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں، اور خاص کر اس میں جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیے ہیں، اور یہ حرمت عمومی ہے، مثلاً "موسمیقی وغیرہ"

دیکھیں: السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (145/1).

حدیث میں وارد ہے:

"ہدایت پر ہونے کے بعد قوم بھی گمراہ نہیں ہوتی، الا یہ کہ وہ حکمڑا کرنے لگے"

صحیح.

اور بعض افراد نے مسجد نبوی شریف میں جشنیوں کے کھلی والی حدیث سے گانے بجانے کی اباحت پر استدلال کیا ہے! امام بخاری رحمہ نے اس حدیث پر صحیح بخاری میں یہ باب باندھا ہے: "عید کے روز نیزہ بازی اور ڈھال استعمال کرنے کا باب"

امام نووی رحمہ اللہ کستے ہیں :

اس میں آلات حرب کے ساتھ مسجد میں کھیلنے کا جواز پایا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ان اسباب کو بھی ملحق کیا جائیگا جو حادیں مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں " ۔

ماخوذہ از: شرح مسلم للنبوی.

لیکن جیسا کہ ابن حجر رحمہ اللہ کستے ہیں :

"جو شخص اپنے فن کے علاوہ کسی اور کے متعلق بات کریگا تو وہ اس طرح کے عجائبات ہی لائیگا"

اور بعض افراد نے ان بچیوں کے اشعار گانے والی حدیث سے استدلال کیا ہے، اور اس پر پہلے کلام کی جا چکی ہے، لیکن یہاں ہم ابن قیم رحمہ اللہ کی کلام ذکر کرتے ہیں، کیونکہ یہ کلام بہت اچھی اور قیمتی ہے :

"اور اس سے بھی زیادہ تعجب والی چیز تو آپ لوگوں کا ایک کم عورت کے ہاں دو چھوٹی اور نابالغ بچیوں کے عید و خوشی والے دن عرب کے ان اشعار کے پڑھنے سے جن میں شجاعت و بہادری، اور مکار م اخلاق کا بیان ہے، اس مرکب گانے بجانے پر استدلال ہے جس کی اجتماعی شکل وہیت ہم بیان کر چکے ہیں، کہاں یہ گانے اور کہاں وہ اشعار، عجیب تو یہ ہے کہ یہ حدیث تو ان کے خلاف دلائل میں سب سے بڑی جدت ہے۔

اس لیے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو ان اشعار کو بھی مزمار شیطان قرار دیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس نام کو برقرار رکھا، اور ان دو غیر ملکت بچیوں کو اس کی رخصت دی، نہ تو ان کے اشعار پڑھنے میں اور نہ ہی انہیں سننے میں کوئی خرابی ہے۔

تو یہ حدیث اس کی اباحت اور جواز پر دلالت کرتی ہے جو آپ لوگ سماع کی مخل میں اور گانے بجانے کا کام کرتے ہو جو ایسی اشیاء پر مشتمل ہے جو مخفی نہیں؟!

سبحان اللہ عقلیں اور سمجھ کیے گمراہ ہو چکے ہیں"

دیکھیں: مدارج السالکین (1/493).

اور ابن جوزی رحمہ اللہ کستے ہیں :

"عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس وقت چھوٹی عمر کی تھیں، اور بلوغت کے بعد ان سے بھی گانے کی مذمت ہی ثابت ہے، ان کے بجانبے قاسم بن محمد گانے بجانے کی مذمت کیا کرتے تھے، اور اسے سننے سے منع کیا کرتے تھے، اور انہوں نے علم عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حاصل کیا تھا"

دیکھیں: تلبیس ایلیس (229).

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کستے ہیں :

"صوفیوں نے اس باب والی حدیث سے گانے بجانے کے آلات اور آلات کے بغیر محل سماع سننے اور منع کرنے پر استدلال کیا ہے، اس کے رد کے لیے اسی باب کی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث ہی کافی ہے جس میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صریح موجود ہے کہ "وہ دونوں بچیاں گانے بجانے والی نہ تھیں"

تو ان دونوں سے معنی کے اعتبار سے اس کی نفی ہو گئی جو الفاظ سے ثابت کیا گیا ہے... تواصل (یعنی حدیث) کے خلاف ہونے کی وجہ سے اسے نص میں وارد وقت اور کیفیت اور قلت پر بھی مقصود کھا جائیگا، واللہ اعلم " ۔

دیکھیں : فتح الباری (442-443/2).

اور بعض نے تو اتنی جرات کی ہے کہ گانے بجانے کی سماحت کو صحابہ کرام کی طرف مسوب کر دیا ہے، اور یہ کہا ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے !!

شیع فوزان حنفی اللہ کے نام میں :

"ہم مطابہ کرتے ہیں کہ جو کچھ ان کی طرف مسوب کیا گیا ہے اس کی ان صحابہ کرام اور تابعین تک صحیح مند ثابت کی جائے " ۔

پھر شیع کے نام میں :

"امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ : اسناد بیان کرنے والیں میں شامل ہے، اور اگر سنند ہوتی تو جو کوئی شخص جو چاہتا کہتا پھر تا" ۔  
اور بعض کا کہنا ہے کہ : گانے بجانے کو حرام کرنے والی مختنی بھی احادیث ہیں، ان سب پر جرح کی گئی ہے، اور ان میں سے کوئی حدیث بھی فقہاء حدیث اور علماء کے ہاں طعن سے خالی نہیں !!

ابن باز رحمہ اللہ کے نام میں :

"گانے بجانے کی حرمت میں وارد شدہ احادیث میں کوئی حدیث بھی جرح شدہ نہیں، جیسا کہ آپ گمان کرتے ہیں، بلکہ ان میں سے کچھ احادیث تو صحیح بخاری میں ہیں، جو کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہے، اور کچھ احادیث حسن ہیں، اور کچھ ضعیف، اور یہ احادیث کثرت اور کم ایک طرق اور کتب میں ہونے کی بنا پر ظاہر جبت اور قطعی برhan ہیں کہ گانے بجانا حرام ہے " ۔

(اور ابو حامد الغزالی کے علاوہ باقی سب آئندہ کرام گانے بجانے کی حرمت میں آنے والی احادیث کے صحیح ہونے پر متفق ہیں، اور غزالی کو علم حدیث کا پتہ ہی نہیں، اور ابن حزم، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس غزالی کی غلطی کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اور ابن حزم خود کے نام میں : اگر اس میں سے کچھ صحیح ہوتا تو وہ اس کا کہتے، لیکن اس دور میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں اہل علم کی کتب کی کثرت کی ساتھ اس کی صحت کا ثبوت ملا ہے، اور ان سے ان احادیث کی صحت تو اتر سے ملی ہے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس سے اعراض کیا ہے، تو یہ ابن حزم سے بھی سخت ہیں، اور اس جیسے نہیں، تو یہ لوگ نہ تو اہلیت کے قابل ہیں، اور نہ ہی ان کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے " ۔

اور بعض کا کہنا ہے کہ : علماء کرام نے گانے بجانا حرام کیا ہے، کیونکہ یہ شراب نوشی اور رات کو حرام کام کے لیے جائے کے ساتھ ہوتا ہے !

امام شوکانی رحمہ اللہ کے نام میں :

"اس کا جواب یہ دیا جائیگا کہ اس کے ساتھ ملا ہوا ہونا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ صرف جمع ہونا حرام ہے، وگرنہ یہ لازم آئیگا کہ احادیث میں جس زنا کے حرام ہونے کی صراحت ہے وہ بھی صرف اس وقت حرام ہو گا جب شراب نوشی کی جائے، اور گانے بجانا استعمال ہو، تو جماع سے لازم بالطل ہے، تو اسی طرح ملزوم بھی بالطل ہو گا، اور پھر یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان میں بھی اسی طرح لازم آئیگا :

اللہ تعالیٰ کافر مان ہے :

۔(بلا شہری اللہ عظیم الشان پر ایمان نہ رکھتا تھا، اور مسکین کو کھلانے کی رغبت نہ دلاتا تھا)۔ الحادیۃ (33-34)۔

تو پھر یہ لازم آئیکہ اللہ تعالیٰ پر عدم ایمان حرام تو اس وقت ہو گا جب مسکینوں کو کھلانے کی رغبت نہ دلائی جائے، اور اگر یہ کہا جائے اس طرح کے مذکورہ الزام والے امور کی حرمت دوسری دلیل سے ثابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ : گانے بجانے کی حرمت بھی دوسری دلیل سے ثابت ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے "۔

دیکھیں : نیل الاوطار (107/8)۔

اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ : لحوالہ حدیث سے مراد گانا بجانا نہیں، تو اس کا رد اوپر بیان ہو چکا ہے، قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں : یہ یعنی اس سے مراد گانا بجانا ہے والا قول اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ کہا گیا ہے اس میں سب سے اعلیٰ یہی ہے، اور اس پر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تین بار حلف اور قسم اٹھائی ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی اور معبد برحق نہیں، کہ اس سے مراد گانا بجانا ہے "۔

پھر قرطبی نے اس میں آئندہ کرام کے اقوال نقل کیے ہیں، اور اس کے علاوہ دوسرے اقوال بھی ذکر کرنے کے بعد کہا ہے :

اس مسئلہ میں جتنے بھی اقوال ہیں ان میں سے سب اولیٰ اور بہتر پلاقول ہے، اس کی دلیل مرفوع حدیث اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کے اقوال ہیں "۔

ماخوذ از : تفسیر قرطبی۔

اس تفسیر کو ذکر کرنے کے بعد ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ابو عبد اللہ الحاکم نے اہنی کتاب مسند رک حاکم میں تفسیر کے باب میں کہا ہے کہ : طالب علم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ صحابی کی تفسیر شیخین کے ہاں مسند حدیث ہے، کیونکہ صحابی نے قرآن مجید کی وحی کا مشاہدہ کیا ہے "۔

اور ایک دوسری جگہ پر کہتے ہیں :

"اور ہمارے نزدیک یہ مرفوع کے حکم میں ہے "۔

اگرچہ اس میں کچھ اختلاف ہے، لیکن بعد والوں کی تفسیر کی بجائے صحابی کی تفسیر کو قبول کرنے کے اعتبار سے یہ اولیٰ ہے، کیونکہ صحابہ کرام امت میں سے سب زیادہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مراد کو سمجھنے والے تھے، کیونکہ ان کے دور میں صحابہ کرام پر قرآن مجید نازل ہوا اور امت میں سے سب سے پہلے انہیں کو مخاطب کیا گیا، اور انہوں نے اس کی علیٰ اور عملی تفسیر کا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہدہ بھی کیا اور حقیقتاً وہ فصیح عرب تھے، اس لیے ان کی تفسیر میں کی صورت میں اسے چھوڑ کر کسی اور طرف جانا صحیح نہیں "۔

ماخوذ از : اغا شیخ